انسانی قویٰ کی تین قوتیں قوّتِ بیان، قوّتِ تصدیق وافکار اور قوّتِ عمل صالح

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹؍مارچ ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:-

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔(البقرة: ۲۸۶)

پھر حضور انور نے فرمایا:-

انسانی قویٰ میں سے ایک قوّتِ بیان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی قوّت جو ان باتوں کے اظہار پر قدرت رکھتی ہو جن کا اظہار ایک انسان کو کرنا چاہیئے اور جس رنگ میں اظہار کرنا چاہیئے ۔قوّتِ بیان ، نُطق سے مختلف اور زیادہ وسیع قوت ہے۔قوائے انسانی میں سے دوسری قوّت قوّتِ تصدیق و انکار ہے جس کا انسانی دِل سے تعلق ہے یعنی ایسی قوت جو حق سے، صداقت سے، حقائق الاشیاء سے اور حقائق الوجود سے کُلّی اور تام مطابقت بھی رکھ سکتی ہو اور اختلاف بھی رکھ سکتی ہو یعنی کُلّی و تام مطابقت سے انکار بھی کر سکتی ہو۔تیسری قوتِ قوائے انسانی میں سے یہ ہے کہ دِل کی کیفیت کے مطابق (اگر دل کی کیفیت تصدیق اور تحقیق کی ہے تو) اعمالِ صالحہ بجا لانا جسے ہم قوّتِ عمل صالح کہتے ہیں یا اگر انکار کی کیفیت ہو تو عمل غیر صالح بجالانا یہ ایک طاقت ہے۔ان تینوں طاقتوں کو اکٹھا کر کے اللہ تعالیٰ نے انسان بنایا۔ان میں بنیادی قوّت دِل کی طاقت ہے اور یہ تصدیق کی تحقیق کی موافقت کی یا عدم موافقت کی اور انکار

کی طاقت ہے۔ یہ ان تین طاقتوں کا اصل اور جڑ ہے۔ اگر فطرت کی حقیقت کچھ اور ہو اور انسان کے دِل کی حقیقت کچھ اور ہو اگر یہ کیفیت ہو اور اسی کے مطابق بیان کی قوت بھی دِل کے ساتھ چل رہی ہو یعنی تکذیب کا اعلان کرتا اور عمل کی قوت بھی ایسے کافرانہ دِل کی کیفیت کے ساتھ مطابقت کھاتی ہو یعنی عملِ غیر صالح صادر ہونا تو اس کو اسلامی اصطلاح میں کُفر کہتے ہیں۔ مگر دِل کی اس کیفیت کی صرف یہ شکل نہیں بنتی بلکہ یہ شکل بھی بنتی ہے کہ دِل انکار کر رہا ہے اور زبان اقرار کر رہی ہے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا کہ منافق کہتے ہیں اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ (المنافقون:۲) حقیقت یہی ہے کہ تُو اللہ کا رسول ہے لیکن منافق کاذب ہے جھوٹا ہے یعنی حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے بھی وہ اِس لئے جُھوٹا ہے کہ اصل چیز انسان کو جو دی گئی وہ ایک قلبِ سلیم تھا۔ جب قلبِ سلیم نہ رہا اور دِل کُفر کی طرف مائل ہو گیا اور ظاہری حالات میں زبان نے اس کافرانہ دِل کا ساتھ نہ دیا تو یہ ایمان نہیں بلکہ نفاق ہے۔ ایک تو یہ حقیقت ہے ایسے انسان کی حقیقت جِس کے دِل نے حق سے موافقت نہیں کی اور حق کی تصدیق نہیں کی اور حق کو قبول نہیں کیا اور حق کو اپنایا نہیں کافِر بن گیا یا منافق بن گیا لیکن جس غرض کے لئے ان طاقتوں کو پیدا کیا گیا تھا وہ یہ نہیں تھی کہ انسان کُفر یا نفاق کی راہوں کو اختیار کرے۔ وہ حقیقت یہ تھی کہ انسان کے اندر دُنیا کے کُفر اور نفاق کی جو Temptation یعنی میلان ہے اس کو دھتکارے خُدا کی خوشنودی کے لئے اور اپنے ایمان اور ایثار کی رفعتوں کے لئے اور اپنی روحانی پرواز کا مظاہرہ کرے اور فرشتوں سے آگے جائے جس طرح اُسے کافر ہونے کی حیثیت میں قرآن نے کہا کہ زمین کی طرف جُھک گیا۔ اسلئے کہ اُسے زمین کی گہرائیوں میں دھنسنے کی طاقت دی گئی تھی۔ اگر وہ زمین کی طرف نہ جُھکے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی توجہ ہو وہ خالصتاً اُسی کا ہو جائے تو پھر وہ آسمانوں کی اُن بلندیوں کو چھوتا ہے جہاں تک فرشتوں کو پہنچنے کی تاب نہیں اُن سے بڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو وہ حاصل کرتا ہے۔

پس جو طاقتیں انسان کو دی گئیں ان میں دو پہلو رکھے گئے۔ ایک تکذیب کا اور ایک تصدیق کا۔ میں ایک ہی چیز کو لے لیتا ہوں۔ اسکے دو مختلف نتائج نکلتے ہیں جن پر میں نے

مختصراً روشنی ڈالی ہے۔ یہ اس لئے تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے پیار کو فرشتوں سے بھی زیادہ حاصل کر سکے۔ مومنانہ دل کی کیفیت یہ ہے کہ وہ حق کو حق تسلیم کرتا ہے اس کی تصدیق کرتا ہے اس کو اپناتا ہے۔ اُس سے پیار کرتا ہے اپنی فطرت کو بالکل اُس کے موافق پاتا اور اُسی کے مطابق اپنی زندگی ڈھالتا ہے۔ وہ حق کو پہچاننے کے بعد حق کا ہو جاتا ہے اور کسی اور کی طرف اُس کی توجہ باقی نہیں رہتی۔ یہ مومنانہ دل ہے اور یہ دل کی اصل کیفیت ہے۔ یہ جڑ ہے اس سے دو شاخیں نکلتی ہیں۔ ایک شاخ بیان کی طرف نکلتی ہے اور پھر ایسے مومن کا بیان جو کچھ اُس کے دِل نے محسوس کیا اُس کا اعلان وہ قولِ سدید سے بھی کرتا ہے قولِ طیّب سے بھی کرتا ہے اور اسلام کی تعلیم کے مطابق سچ کے عام معیار سے اُوپر بھی نکلتا ہے اور پھر اُس کا بیان دُنیا میں ایک طیب انقلابی تحریکیں پیدا کرتا اور روح کو جھنجھوڑ دینے والے انقلابی نتائج پیدا کرتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ایک دُنیا کو لے جانے والا بن جاتا ہے۔ دوسری شاخ جو اس اصل سے نکلتی ہے وہ اعمال کی شاخ ہے۔ قلبِ سلیم سے عمل صالح کی شاخ نکلتی ہے یعنی ہر وہ عمل جو اُس دِل سے موافقت بھی رکھتا ہو اور اُس کے ذریعہ سے حق سے موافقت رکھتا ہو۔ حق کے ایک معنی ''اللہ'' کے بھی کئے گئے ہیں۔ حق کے معنی ہیں قائم رہنے والی چیز۔ خواہ وہ ابدی قائم رہنے والی چیز ہو۔ ایک حقیقتِ تامہ کاملہ مستقلّہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یا خدا تعالیٰ کی منشاء کے مطابق عارضی طور پر قائم رہنے والی اور بعض پہلوؤں سے تبدیل ہو کر بھی اپنے وجود کو قائم رکھنے والی چیزیں اُس کی مخلوقات میں ہمیں نظر آتی ہیں۔

جہاں تک شریعت کا سوال ہے حق کو تسلیم کرنا مختلف پہلو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ ایسا دل شریعت حقّہ کو سمجھتا اور اُسے قبول کرتا ہے اور اُس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالتا ہے ایسا دِل بشاشت سے تعلیمِ حق کو پہچانتا اور قبول کرتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ جو رسول کی طرف نازل کیا گیا اُس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔ ایمان کے یہی معنی کئے گئے ہیں کہ جب یہ تین کیفیتیں پیدا ہو جائیں اصل دِل میں تصدیقِ حق کرنے کی کیفیت ہو اور انسان کی جو قوّتِ اظہار و بیان ہے اس میں حق کے بیان کرنے کی کیفیت ہو اور اُس کے جوارح میں اعمالِ صالحہ بجالانے کی طاقت ہو۔ تو اِن تین چیزوں کا نام اسلامی اصطلاح میں ایمان رکھا گیا ہے۔

پس میں بتا رہا ہوں کہ اصل چیز اور جڑ دِلی کیفیت ہے اور اللہ نے رسول پر جو نازل کیا اُس پر وہ ایمان لائے ہیں یعنی اُس کے متعلق مومنوں کی دِلی کیفیّت اُسے قبول کر رہی ہوتی ہے (اس کے تین پہلو میں بتا رہا ہوں) ایک شریعت کا پہلو ہے ایک عام تعلیم کا پہلو ہے اس میں دنیوی تعلیم بھی آجاتی ہے ایک بشارتوں کا نزول ہوتا ہے رسول پر۔ مثلاً حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی گئی کہ اسلام اب قیامت تک کے لئے قائم رہے گا۔ یہ ایک بشارت ہے جو اسلامی شریعت نے اسلامی ہدایت نے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اُس وحی نے ہمیں دی مثلاً ہمیں یہ بشارت دی گئی کہ تمام دُنیا اُمتِ واحدہ بن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے مہدی معہود کے زمانہ میں جمع ہوگی۔ یہ ایک عظیم بشارت ہے پھر اس عظیم بشارت کا ایک پہلو یہ ہے کہ مہدی علیہ السّلام کے زمانہ میں اسلام ساری دُنیا پر غالب آئے گا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب اسلام کو انتہائی کامیابی اور آخری غلبہ حاصل ہوجائے گا تو جو اُس وقت بھی مسلمان نہیں ہوسکیں گے اُن کی مثال ایسے ہی ہوگی جیسے کسی مُلک میں چوہڑوں چماروں کی ہوتی ہے کہ شاید وہ ہزار میں سے ایک ہوتا ہے۔ وہ محروم رہتا ہے۔ بدقسمت ہوتا ہے لیکن اتنی بھاری اکثریت دوسروں کی ہوتی ہے کہ اُس ملک کے باشندے چوہڑوں اور چماروں کو کسی میں شمار نہیں لاتے یہی حالت مُسلم اور غیر مسلم کی ہوجائے گی۔ اتنا غلبہ حاصل ہوگا۔

ہمارے ایمانوں کو تازہ کرنے کے لئے اس کی آگے شاخیں ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایک قوّت پیدا کرنے کے لئے ہمیں اُن خطہ ہائے ارض کے متعلق کہا گیا بڑے بڑے مخالف علاقے جو تھے جہاں اسلام کے لئے کوئی میدان نہیں تھا نہ داخل ہونے کا نہ کامیاب ہونے کا۔ مثلاً رَشیا (Russia) ہے کہہ دیا گیا۔ وہ رَشیا جو کمیونسٹ (Communist) ہے جس نے اعلان کیا تھا کہ میں زمین سے خُدا کے نام کو اور آسمانوں سے خُدا کے وجود کو مٹا دوں گا۔ اُس مُلک کے لئے اُسی بشارت کے ماتحت کہ اسلام ساری دُنیا پر غالب آجائے گا یہ بشارت دی کہ

”میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں“ (تذکرہ ۶۹۲)

یہ بڑی زبردست بشارت ہے اور اُسی عظیم بشارت کے ماتحت ہے کہ ساری دُنیا میں اسلام غالب آئے گا۔ دُنیا کا ایک حصّہ رشیا ہے اُس کے متعلق پیش گوئی کر دی کیونکہ اس کے متعلق بظاہر ایک ناممکن چیز نظر آ رہی تھی۔ اسی طرح دوسرے ہمارے بھائی مُسلمان اپنی ناسمجھی کی وجہ سے ہمارے خلاف ہوگئے ہیں اور اُنہوں نے مکّہ کو مرکز بنالیا احمدیت کے خلاف منصوبے بنانے کا۔ وہ مکہ اور مدینہ جو مرکز ہے اور بنے گا غلبہ اسلام کے منصوبوں کا۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی کہ اہل مکّہ اور اہل حجاز فوج درفوج احمدیت میں داخل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں یہ نظارہ دکھایا۔ اصل پیشگوئی وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی کہ اسلام مہدی معہود کے زمانہ میں ساری دُنیا میں غالب آئے گا اور اُسی کی ذیل میں اُس کی تفاصیل حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی پیشگوئیوں میں بتائی گئیں اور ہمارا پختہ یقین ہونا چاہیئے اس پر۔ اُن کو صداقتیں سمجھ کر ہمارے دِل کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ دُنیا کے حالات جیسے بھی ہیں رہیں اور مخالفانہ طاقتیں جس قدر بھی مضبوط ہوں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خدا نے کہا ہے کہ یہ ہوگا اس لئے یہ ضرور ہوگا اور جب قلبِ سلیم کی یہ کیفیت ہو۔ ایک مومن کی یہ کیفیت ہو تو مومنانہ جرأت کے ساتھ وہ تبلیغ بھی کرتا ہے اور انتہائی قربانی اور ایثار اور بشاشت کے ساتھ اعمالِ صالحہ بجا لا رہا ہوتا ہے اور عام طور پر جماعتِ احمدیہ کی اللہ کے فضل سے اُسی کی رحمت سے یہ کیفیت ہے کہ دُنیا مخالفت میں لگی ہوئی ہے اور احمدی دِل اس یقین پر قائم ہے کہ دُنیا کی کوئی طاقت غلبہ اسلام کی اس تحریک کو روک نہیں سکتی اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی رحمت سے جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے ہوگا اور جماعت احمدیہ کے دِل میں ایک بشاشت ہے، بشاشت اسلئے کہ کمزور جماعت ہے دُنیا کی دھتکاری ہوئی جماعت ہے۔ دُنیا کی دولتوں سے محروم جماعت ہے دُنیا کا سیاسی اقتدار اُس کے پاس بھی نہیں پھٹکا اس کے باوجود خدا نے اسے اُٹھایا اور کہا میں تیرے ذریعہ سے اسلام کو دُنیا میں غالب کروں گا۔ کتنے بڑے پیار کا اظہار ہے جو خُدا نے ہم سے کیا اور اس کے مقابلے میں کتنا عظیم ایثار اور قربانی کا جذبہ ہمارے دِل میں پیدا ہوتا ہے۔ دُنیا حیران رہ جاتی ہے۔ بعض دفعہ خود ہم بھی حیران رہ جاتے ہیں۔ گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر میں نے ایک

منصوبہ جماعت کے سامنے پیش کیا اور بعد میں اسکا نام ’’صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ‘‘ رکھا گیا۔اُس کی تفصیل جیسا کہ میں نے وعدہ کیا تھا کہ آج شوریٰ کے سامنے پیش کر کے کوئی لائحہ عمل تیار کر لیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جلسہ سالانہ میں میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ میں شوریٰ تک یعنی مارچ کے آخر تک وقت دیتا ہوں۔ دوست مارچ کے آخر تک ’’صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ‘‘ کے لئے اپنے وعدے پہنچا دیں اور اُس وقت میرے دل کی جو کیفیت تھی وہ اپنے اندر دو پہلو رکھتی تھی اور اُس کے مطابق میں نے اُس وقت اعلان کیا لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھتے ہوئے میرے دل میں کچھ اور خواہشات بھی پیدا ہوئیں اور پھر میں نے ان کا اعلان کیا۔جلسہ سالانہ پر میں نے کہا کہ میں اس منصوبہ کے لئے اڑھائی کروڑ روپے کی اپیل کرتا ہوں اور اُسی وقت میں نے یہ اعلان بھی کیا کہ میری یہ خواہش ہے اور مجھے اُمید ہے کہ ایسا ہو جائیگا کہ اس فنڈ میں پانچ کروڑ کی رقم آ جائے گی۔ بعد میں اللہ کے فضلوں کو دیکھ کر گذشتہ دنوں اپنے چند روزہ قیام لاہور کے دوران ۸ مارچ ۱۹۷۴ء کے خطبہ جمعہ میں میں نے یہ اعلان کیا کہ نظر ایسا آ رہا ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ یہ فنڈ نو کروڑ تک پہنچ جائے گا اور ساتھ میں نے یہ کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ سوال اڑھائی کروڑ یا پانچ کروڑ یا نو کروڑ کا نہیں۔سوال ہے اسلام کو غالب کرنے کے منصوبے اور تدابیر جو ہمارے ذہن میں آتی ہیں اُن کو عملی جامہ پہنانے کا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس زمانہ میں اسلام ساری دُنیا پر غالب آئے اور چونکہ اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے جماعت احمدیہ کو چُنا ہے اس لئے اصول یہ ہے کہ اِس منصوبہ کو کامیاب کرنے کے لئے جتنی بھی رقم کی ضرورت ہوگی اللہ تعالیٰ اُس کا سامان پیدا کرے گا خواہ وہ رقم بیس کروڑ تک کیوں نہ ہو۔ضرورت کا ہمیں علم نہیں ان پندرہ سالوں میں پندرہ مختلف گروہ جماعت میں داخل ہونے والے ہیں جو نئے سرے سے کمانے لگیں گے۔اُن کی قربانیاں تو ہمارے سامنے نہیں آئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کس رنگ میں کتنی رحمتیں کرتا ہے اس کا بھی ہمیں علم نہیں۔لوگ اب بھی اپنے وعدے بڑھا رہے ہیں۔دو مہینے میں بھی بعض لوگوں نے اپنے وعدے بڑھا دیئے ہیں۔اس عرصہ میں بھی بڑھاتے رہیں گے۔

پس میں یہ بتا رہا تھا کہ جب انسان کا دِل اللہ اور اُس کی بنائی ہوئی فطرت سے موافقت رکھتا ہے جسے ہم قلبِ سلیم کہتے ہیں تو مومنانہ جرات کے ساتھ بیان کی بھی اُسے توفیق ملتی ہے اور مومنانہ قربانی اور ایثار سے بشاشت کے ساتھ اعمالِ صالحہ بجالانے کی بھی اُسے قوت عطا کی جاتی ہے۔ چنانچہ آج میں اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہوکر اور اُس کی حمد کے ترانے گاتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ابھی شوریٰ نہیں شروع ہوئی اس میں چند گھنٹے باقی ہیں اور صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں عطایا کے وعدے نو کروڑ بیس لاکھ تک پہنچ گئے ہیں اور اس میں بھی وہ وعدے شامل نہیں جن کا مجھے علم ہے لیکن جن کی اطلاع متعلقہ دفتر کو ابھی نہیں پہنچی اور وہ بھی میرا خیال ہے کہ شاید ۵۰ لاکھ کے لگ بھگ ہوں گے اور ابھی وعدے آرہے ہیں اندرونِ مُلک سے بھی آرہے ہیں باہر سے بھی آرہے ہیں۔

دیکھو! خُدا کتنا پیار کرنے والا ہے۔ اُس نے مجھ سے اعلان کروایا کہ جماعت اڑھائی کروڑ کی قربانی دے اور مجھے اور جماعت کو توفیق دی کہ وہ یہ قربانی دے۔ پھر مجھ سے اس خواہش کا اظہار کروایا کہ پانچ کروڑ تک یہ رقم پہنچ جائے اگرچہ میں اپیل اس کی نہیں کرتا۔ اُس وقت میں نے صرف خواہش کا اظہار کیا تھا۔ جماعت نے پانچ کروڑ کے وعدے کر دیئے۔ پھر میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اِس رنگ میں نازل ہوتی مجھے نظر آرہی ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ نو کروڑ تک پہنچ جائیں گے پھر میں نے کہا تھا جتنی ضرورت ہوگی پہنچیں گے ضرورت کا مجھے علم نہیں مگر میرے ربّ کو اس کا علم ہے۔ اُس کے مطابق خدا تعالیٰ مال کا انتظام کرتا چلا جائے گا اور اس وقت جو دفتر میں رجسٹر میں لکھے جاچکے وہ وعدے نو کروڑ بیس لاکھ تک چلے گئے یعنی نو کروڑ سے آگے نکل گئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان وعدوں کا رُخ اُس ضرورت کی طرف ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے ہمارے علم میں نہیں۔

پس مخلصانہ طور پر تہہ دِل سے اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہوکر زبان سے اور اپنے افعال سے اور اپنے خیالات سے اور جذبات سے سُبْحَانَ اللّٰہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر اور اُس کے پیار کے بغیر اور اُس کی رحمت کے بغیر اور اُس کی قدرت کے بغیر انسان کو اُس کی راہ میں قربانیاں دینے کا موقع بھی نہیں ملتا اور درود پڑھیں اُس عظیم ہستی پر جس

کے طفیل دُنیا آہستہ آہستہ اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچاننے لگی ہے یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حمد کے ساتھ اُس عزم کی بھی توفیق دے کہ جو میں نے اس پندرہ سالہ عرصہ کا ایک ماٹو جماعت کے سامنے رکھا تھا کہ اگلے پندرہ سال میں حمد اور عزم ان دو سُتونوں کے اُوپر ہم نے زندگی کی عمارت تعمیر کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا کرے کہ اُس کی توفیق کے بغیر ہم اپنے پیدا کرنے والے ربّ کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مخلصانہ شکر ادا کرنے کی توفیق دے تا کہ یہ جو وعدہ دیا گیا ہے کہ تم شکر کرو گے تو میں مزید دوں گا۔ وہ مزید ہمیں ملے اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ جب مزید ہمیں ملے تو ہم مزید قربانیاں اُس کے حضور پیش کر کے اُس سے بھی بڑھ کر حاصل کرنے کی توفیق پائیں اور یہ ایک تسلسل ایک چکر چلتا ہی رہے اور ہمارا قدم بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)

❀❀❀